چمن چمن اجالا

ابن ابی یوسف چیچاوطنی

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ کوفیوں اور سبائیوں کی سازش تھی

نسبت صحابیت اعلیٰ اخلاق اور شجاعت و تہوّر ان کا وصف خاص تھا

چیچاوطنی میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام سالانہ مجلس ذکر حسینؓ سے ابن امیر شریعت سید عطاء المومنؒ بخاری اور دیگر مقررین کا خطاب

چیچاوطنی میں گذشتہ ۱۵-۱۴ سال سے مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام محرم الحرام میں قتیل سازش ابن سبا مظلوم کربلا زعیم حق و غیرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں مجالس ذکر حسین اپنے پورے تزک احتشام سے منعقد ہوتی آتی ہیں۔ چنانچہ حسب روایت سابق امسال بھی ۴ محرم الحرام کو جماعت کے زیر اہتمام "مجلس ذکر حسینؓ" منعقد ہوئی۔ جس میں علماء خطبا نے بارگاہ حسینی میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ مقررین کی فہرست میں مولانا محمد اسحاق ساقی صاحب، مولانا اللہ بخش فانی جناب عبد الطیف خالد چیمہ اور مہمان خصوصی حضرت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ شامل تھے۔ نعت و نظم حافظ محمد اکرم صاحب نے پیش کیں۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ محمد احمد معاویہ نے سر انجام دیئے۔ مولانا محمد اسحاق ساقی صاحب نے صحابہ کرام کے آپس میں محبت و مودت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تک تمام خلفاء راشدین ایک دوسرے کے دوست اور آپس میں محبت کرنے والے تھے اگر ان میں کبھی اختلاف ہوا بھی تو وہ نیک نیتی پر مبنی تھا۔ انہوں نے کبھی اپنی ذات کے لئے اختلاف نہیں کیا۔

مولانا اللہ بخش فانی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ عظیم سانحہ ہے لیکن اس سے بڑا حادثہ یہ ہے کہ محرم الحرام میں جو من گھڑت قصے کہانیاں رافضی ٹولہ سیدنا حسینؓ سے منسوب کرکے بیان کرتا ہے۔ انہی قصے کہانیوں کو بعض سنی مولوی بھی اپنی تقریروں میں بیان کرتے ہیں۔ جس سے عوام الناس کے ذہنوں میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات والاصفات کے متعلق غلط تصورات و نظریات پختہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں چاہئیے کہ ان من گھڑت قصوں کو چھوڑ کر واقعہ کربلا کی اصل حقیقت جاننے کی کوشش کریں۔

جناب عبد اللطیف خالد چیمہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت جو گروہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی

محبت کا دم بھرتا ہے ان میں رافضی ٹولہ سب سے آگے ہے لیکن اگر حقیقت بین نگاہوں سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کیا ہے۔ ان کا کوئی عمل پیدائش سے لے کر مرنے تک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کسی عمل سے میل نہیں کھاتا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جن صحابہ سے محبت اختیار کی ان کو یہ رافضی گالیاں بھوکتے ہیں۔ اس موقعہ پر چیمہ صاحب نے شیعہ کتب کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ رافضی صحابہ کو خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جہنمی سمجھتے ہیں۔ چیمہ صاحب نے کہا کہ یہ اور اس قسم کی کتابیں ہمارے ملک پاکستان میں کھلے عام ملتی ہیں۔ ایک طرف ان دل آزار کتابوں کا یہ حال ہے اور دوسری طرف حکومت مسلمانوں کو ان سے اتحاد پر مجبور کرتی ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا مطالبہ ہے۔ فی الفور ان کتابوں پر پابندی لگائی جائے۔

آخری خطاب ابن امیر شریعت حافظ سید عطاء المومن بخاری کا تھا۔ شاہ جی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت کسی بھی پہلو سے تعارف کی محتاج نہیں۔ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود ہر دور کے علماء نے جہاں کسی حوالے سے انکا ذکر آیا حدیث میں یا تاریخ میں ان کی سوانح حیات کو محفوظ کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً پانچ چھ برس تھی۔ اب پانچ چھ برس کا بچہ کتنی باتیں محفوظ رکھ سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو سن کر محفوظ کر سکے اس حوالے سے ان کا ذکر آیا انکی نیکی، ان کا تقویٰ ان کی پاکیزگی فکر، طہارتِ اخلاق اور اعلیٰ اوصاف و کمالات کا یہ عالم ہے کہ پچیس حج پیدل فرمائے۔

سخاوت کا عالم یہ ہے کہ ایک مرتبہ دوران سفر کسی چھوٹی سی بستی میں ٹھہرے وہاں ایک غریب آدمی کو معلوم ہوا کہ نواسہ رسول تشریف لائے ہیں۔ اس نے سیدنا حسین کی دعوت کی جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ دعوت میں اس نے اپنی ایک ہی بکری ذبح کر دی فراغت کے بعد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ اس تھیلی میں سے گن کر پچیس ہزار درہم اس غریب کو دے دو۔ اس نے کچھ پس و پیش کی اور کہا کہ اتنے زیادہ۔ تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے بڑا سخی تو وہ ہے جس نے اپنا سب کچھ میرے لئے خرچ کر دیا۔

شاہ جی نے واقعہ کربلا پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اور انکا خروج کرنا اجتہادی حق تھا۔ مگر اس معاملہ میں باقی صحابہ کرام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے کوفہ کا قصد کیا۔ مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ ان کے سفیر حضرت مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا گیا ہے تو انہوں نے حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹوں سے کہا کہ اگر واپس جانا چاہتے ہیں۔ تو جا سکتے ہیں۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ سفر جہاد تھا تو پھر واپسی کا کیوں کہا؟ اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ علیہ کو جب ثعلبیہ پہنچ کر کوفہ کا مکمل حالات معلوم ہوئے اور انہوں نے جان لیا کہ یہ سب کوفیوں کی سازش ہے تو انہوں نے اپنے سفر کا رخ شام کی طرف کر لیا اور مزاحم ہونے والی فوجوں سے کہا کہ یا تو مجھے واپس مدینہ جانے دو یا کسی سرحد پر جانے دو کہ وہاں میں جہاد کرتے ہوئے مارا جاؤں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو وہ میرے چچا کا بیٹا ہے میرے متعلق جو چاہے